ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

طبقاتی کشمکش کے تناظر میں ناول بھاگ سہاگ کا تجزیہ

Dr. Muhammad Mumtaz Khan
Assistant Professor Department of Siraiki
The Islamia University of Bahawalpur
Mumtaz.khan@iub.edu.pk
Muhammad Akhtar
Lecturer Department of Siraiki
Govt. Graduate College, Civil Lines, Multan
Akhtarbukhari1985@gmail.com

Abstract

Siraiki Waseb is an agricultural society in its essence. Agricultural societies are linked with feudalism where the class struggle is very prominent. Alongwith Feudalism, the capitalist system also exists in Siraiki Waseb. A number of industries have been established in this region. Thus, a capitalist system, entwined with the agriculture and feudalism, can be found in this region. Both these systems, when join together, become even more stronger and lethal. Consequently, the chances of the exploitation of lower classes increase to a great extent. Novel "Bhaag Suhaag" is written in this backdrop. In the novel, the bourgeoise, on one side are protecting their interests together, while on the other side, proletariats are shown uniting for their rights. This novel not only highlights the exploitations of class-system but also inspires to stand against it. The novelist highlights the struggle of common people for their rights against the feudalism, capitalism and the state.

تعارف:

ناول "بھاگ سہاگ "مزدوروں اور عام آدمی کے لئیے حکومتی پالیسیوں اور سماجی انصاف جیسے مسائل کو اجاگر کرتا ہے۔اس ناول میں مختلف طبقوں کے درمیان تعلقات اور ان کے درمیان عدم مساوات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ناول کے مرکزی کردار، فیصل اور دیگر نوجوان ہیں۔جو، نچلے طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔یہ کسانوں، مزدوروں اور اور عام آدمی کے حقوق کی جنگ لڑتے ہیں۔وہ ان کچلے ہوئے طبقات کی حالت زار کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ناول کے بورژوا طبقہ میں حکمران جاگیر دار اور سرمایہ دار شامل ہیں۔یہ سماج کا اوپری طبقہ جو اپنے اثر رسوخ میں نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔جبکہ ان کے مدمقابل کرداروں میں عام رعایا سے مرکزی کردار فیصل ہے جو نواب کی رعیت سے ہے۔اسی طرح جاگیر دار اور سرمایہ دار کے مدمقابل ایک کسان کا بیٹا ہے اور سرمایہ دار کے مدمقابل ایک مزدور کا بیٹا ہے۔ناول میں یہ تین پرولتاریہ طبقہ کے کردار متحد ہو کر اپنی جہد وجہد سے اس طبقہ کے حقوق کا تحفظ یقینی بناتے ہیں۔

مباحثہ:

تاریخ ہے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انقلاب ایسے سماج میں آتے ہیں، جہاں عوام طبقات میں تقسیم ہو۔یہ انقلاب عدم مساوات، وسائل پر مخصوص طبقہ کے قبضہ اور سماجی عدم برداشت جیسے مسائل کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ مسلسل ظلم، زیادتی اور سماجی سطح پہ عدم مساوات ایسے مسائل ہیں جو عام آدمی کی سوچ میں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔ان سماجی مسائل میں گھری اقوام میں کوئی مفکر پیدا ہوتا ہے، جو، قوم کی سوچ کو یکسر بدل دیتا ہے۔فرانس، روس، چین، ایران، امریکہ اور افریقہ میں رونما ہونے والے انقلابات دراصل نچلے طبقے کی بیداری کا نتیجہ ہیں۔تاریخ اس بات کی بھی شاہد ہے کہ کبھی بھی اعلیٰ طبقہ انقلابی تحریکوں کا داعی نہیں رہا کیونکہ یہ تحریکیں ان کے مفادات کے خلاف ہوتی ہیں۔ان تحریکوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنیوالے والے کارکنوں سے لے کر قائدین تک عام لوگ ہوتے ہیں، جن کا تعلق نچلے طبقے سے ہوتا ہے۔نپولین، کارل مارکس، اینجلز، لینن، امام خمینی، ماؤزے تنگ اور نیلسن منڈیلا جیسے لوگ انقلابات کو اپنے خون پسینے سے کامیابی کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔

اگر پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہاں کوئی بڑی مزاحمتی تحریک شروع نہیں ہو سکی۔اس کی مختلف وجوہات میں سے ایک جاگیر دارانہ نظام کی پاکستان میں موجودگی ہے، جس کی جڑیں ابھی بھی بہت مضبوط ہیں۔دوسری وجہ مذہب ہے۔ہم دنیا کو ایک آزمائش سمجھتے ہیں اور مذہبی نمائندوں کو جنت کا ضامن مانتے ہیں۔اس وجہ سے ایک مضبوط مذہبی طبقہ وسائل پر قابض ہوتا ہے اور اس کے خلاف آواز اٹھانا (نعوذ باللہ) اسلام کے منافی سمجھا جاتا ہے۔تیسری وجہ طلباء سیاست کا فقدان ہے۔پاکستان میں طلبہ کی سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد ہے۔اگر کہیں طلبہ تنظیمیں موجود بھی ہیں تو وہ مخصوص سیاسی جماعتوں کی نمائندہ ہوتی ہیں نہ کہ طلبہ اور انکے حقوق کی۔مزید ایک اور بڑی وجہ سرمایہ دارانہ نظام ہے، جس میں نہ صرف عوام بلکہ ملک بھی پھنس چکا ہے۔آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کا بوجھ غریب عوام سے ٹیکس کی صورت میں بھاری وصولیوں کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔

ناول "بھاگ سہاگ" ایک ایسا ناول ہے جو پاکستان میں موجود طبقاتی کشمکش کی عکاسی کرتا ہے۔اس میں بورژوا اور پرولتاریہ کے طبقات کو نشابر کیا گیا ہے۔یہ ناول مزدوروں، کسانوں اور رعایا کی جدوجہد کو بیان کرتا ہے۔ناول میں نچلے طبقہ کے لیئے ایک رول ماڈل پیش کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔دراصل یہ ایک ایسا ناول ہے جو ایک خیالی آئیڈیل معاشرے کی عکاسی کرتا ہے، جہاں اعلیٰ طبقہ، جیسے کہ امیر، حکمران، نواب، اور جاگیر دار، اپنے نیچے کے طبقوں کو حقوق دیتے ہیں۔اس مثالی معاشرے میں مزدوروں کے بچے وزیر بنتے ہیں۔یہ تمام تبدیلی طلبہ سیاست کے عمل کے ذریعے ممکن ہوتی ہے۔سرمایہ دار اپنے سرمایہ میں مزدور کا جائز حصہ مقرر کرتے ہیں۔جاگیر دار اپنے مزارعین کی ضروریات کے ضامن بنتے ہیں۔حکمران اپنی رعایا کے لیے درد دل رکھتے ہیں۔ان تبدیلیوں کا آغاز اس وقت ہوتا ہے، جب عام لوگ، مزدور، اور کسان اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرتے ہیں۔نتیجتاً اعلیٰ طبقہ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے پر راضی ہو جاتا ہے۔"بھاگ سہاگ" طبقاتی جدوجہد کی عکاسی کرتا ہے۔ ناول اپنے وسیع پلاٹ میں سیاسی شعور جیسے اہم موضوع کو اجاگر کرتا ہے۔یہ ناول اس سیاسی کشمکش سے متاثر ہے جو وطنِ عزیز میں جاری ہے۔:

> ترجمہ: "ملک سیاسی کشمکش میں رہا، دو حصوں میں بٹا۔طاقتوروں نے اپنی پوری قوت سے خوب کمزوروں کا خون چوسا۔لوگوں کے حقوق غصب کیے گئے اور قابضین نے تعصب کی عینک لگا کر حق مانگنے والوں کو شرپسند، دہشت گرد اور غدار قرار دیا اور ان پر ظلم ڈھایا۔"(1)

دنیا میں ظلم کا راج ہے۔ آج انسان ترقی کتنے ہی مدارج طے کر گیا ہو، علم اور سائنس اپنے عروج پر پہنچ گئے ہوں، پھر بھی اندھیرا بڑھتا ہی جا رہا ہے۔حاکم اور رعایا، جاگیر دار اور کسان، اور صنعت کار اور مزدوروں کے درمیان عدل و انصاف باقی نہیں رہا۔طاقتور، کمزور پہ ظلم کرتا ہے۔یہ ظلم اور عدم مساوات سماج میں بے چینی کا باعث ہے۔بورژوا کو اپنے مفادات عزیز ہیں۔کمزور طبقات ظلم چکھی میں پس رہے ہیں۔ناول نگار دراصل خود نچلے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔اس لیئے وہ اس طبقہ کے مسائل کو بہتر سمجھتا ہے۔راہی گبول نے اپنے طبقہ کے مسائل کو بیان کرنے کے لیئے طبقاتی تقسیم کی تین مختلف جہتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ناول کا بنیادی کردار فیصل الفلاح پارٹی کے ذریعے غریب طلباء کو مفت تعلیم فراہم کرنے جیسا اہم عزم رکھتا ہے۔ فیصل نواب کی ریاست روہستان کے شہر نواب نگر کا رہائشی ہے۔ ناول نگار نواب نگر میں شاہی محلات اور غریب لوگوں کے گھروں کا موازنہ کرتے ہیں۔شاہی محلات میں جہاں عیش و عشرت اور دولت کی فراوانی ہے، وہیں غریبوں کے گھروں میں غربت اور تنگ دستی کا دور دورہ ہے۔یہ تضاد نہ صرف معاشرتی ناانصافی کی عکاسی کرتا ہے بلکہ اس نظام کی کمزوریوں کو بھی اجاگر کرتا ہے جو امیر اور غریب کے درمیان ایک واضح فرق کی نشاندہی کرتا ہے۔فیصل کی کوششیں اس تضاد کو ختم کرنے اور ہر بچے کو تعلیم کے برابر مواقع فراہم کرنے کی ایک علامت ہیں۔

> ترجمہ: نواب کے کئی محل، شیش محل، کوٹھیاں، کچہریاں، بنگلے، دیرے، دیوان عام اور ایک عالیشان دربار ہے۔ مہمان خانوں اور نوکریوں کے لیے بھی متعدد مکانات موجود ہیں۔ خاص محل تو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ شہر نواب نگر کا یہ حصہ جنت کا ٹکڑا لگتا ہے۔ شہر کا یہ حصہ ایک اونچی فصیل میں ہے، جبکہ دوسری طرف غریب عوام رہتے ہیں۔ یہ راج رعیت کے لوگ ہیں، زیادہ تر مزدور اور کسان ہیں۔ ان کے مکانات بہت خستہ حال ہیں۔ یہاں غربت کا راج ہے، اور بھوک نے اپنے ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔
>
> (2)

ناول نگار نے سماجی اور طبقاتی کشمکش کو اجاگر کرنے کے لیے نواب، جاگیر دار، اور صنعت کار سکندر خان کے کردار تخلیق کیئے ہیں، جو کہ استحصالی طبقے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ان اوپری طبقہ کے کرداروں کے سامنے نچلے طبقہ سے فیصل، ممتاز، محمد نواز، اور اسکا بیٹا محمود جیسے کردار ہیں۔کہانی کے ارتقاء میں نواب، جاگیر دار، اور صنعت کار استحصالی طبقے کے طور پر سامنے آتے ہیں، جو اپنی رعیت پر ظلم کرتے ہیں۔نواب فیصل کو زبردستی اپنے پاس نوکر رکھنا چاہتے ہیں، جبکہ ممتاز کے ساتھ جاگیر دار ظلم روا رکھتا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

ممتاز کا گھرانہ سارا سال فصل کاشت کر کے بھی فاقوں کا شکار ہے تو ممتاز اپنے سالانہ حساب چیک کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ المیہ یہ کہ جاگیر دار سے پہلے خود نچلے طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہی اس ظلم کی وجہ ہیں۔ جاگیر دار کا منشی جو کہ خود بے ایمان شخص ہے، اسے دھمکاتا ہے۔ کیونکہ اس کے حساب میں ہیر پھیر ہے۔ منشی اور ممتاز کے درمیان حساب کتاب کو لیکر شور و شرابہ ہوتا ہے۔ ممتاز اس واقعہ کے بارے اپنے دوست فیصل کو بتاتا ہے؛

> ترجمہ: ہیڈ منشی پھتو' :سئیں سرکار، یہ لڑکا ہم سے حساب مانگنے آیا ہے۔'
>
> جاگیر دار: 'اچھا، اس کا حساب میں دوسرے طریقے سے چکاؤں گا۔' یہ کہہ کر اس نے اپنے مشٹنڈوں کو اشارہ کیا۔ وہ سب مجھے گھیر لیتے ہیں۔ مجھے پکڑ کر نیچے زمین پہ دے مارتے ہیں اور اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ لاتیں، مکوں، اور کہنیوں سے میرا بھرکس بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ لوگ چماٹ مار مار میرا منہ سجا دیتے ہیں۔" (3)

یہ تمام واقعات اس طبقاتی جدوجہد کو اجاگر کرتے ہیں جہاں طاقتور افراد کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں، اور اس کے نتیجے میں ایک خوفناک سماجی صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ یہ کشمکش معاشرتی ناانصافی کی عکاسی کرتی ہے اور عام لوگوں کی زندگیوں میں عذاب کا سبب بنتی ہے۔

یہ سارا حال ممتاز اپنے دوست فیصل کو بتا رہا تھا، جو نواب کی زبردستی کا مظاہرہ دیکھ چکا تھا۔ اتنے میں تیسرا دوست محمود آیا، جو ظالم صنعت کار کی کہانی سناتا ہے کیونکہ وہ مزدور یونین کے صدر محمد نواز کا بیٹا ہے۔ محمود کا کردار سرمایہ دار اور محنت کش کے درمیان کی کشمکش کو بیان کرتا ہے۔ محمود اپنے والد کی جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ کیسے سرمایہ داروں نے محنت کشوں کا استحصال کیا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ مزدوروں کی محنت کا حق انہیں نہیں ملتا، اور ان کی زندگیوں میں مشکلات اور غربت کا دور دورہ ہے۔ یہ کشمکش اس نظام کی حقیقت کو عیاں کرتی ہے، جہاں سرمایہ دار اپنی دولت میں اضافہ کرنے کے لیے محنت کشوں کی محنت کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں؛

> ترجمہ: سئیں !مزدور ان کا استحصال، اور ظلم برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ مگر پہلے انہیں کہا گیا کہ وہ پوری محنت سے کام کریں۔ مزدوروں نے ایسا ہی کیا۔ مل کی آمدنی دگنی ہو گئی۔ پھر انہوں نے مل کی انتظامیہ سے کہا کہ اب تم بھی مزدوروں کی بھلائی کے کام کرو۔ ان کی تنخواہیں بڑھاؤ، لیکن انتظامیہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مزدور پہلے ہی تنگ تھے، اس لیے انہوں نے ہڑتال کر دی۔ یونین نے اپنے مطالبات پیش کیے، جن میں مزدوروں کی تنخواہیں بڑھانا، ان کے علاج اور رہائش کا انتظام کرنا، اور حادثے کی صورت میں امداد دینا شامل تھا۔ لیکن مالک اور انتظامیہ نے انکار کر دیا۔ بلکہ مزدوروں کو ڈرایا گیا، دھمکیاں دی گئیں، اور کئی مزدوروں کو نکال دیا گیا۔ توڑ پھوڑ کے پرچے میں میرا والد اور کئی مزدور ہو شامل کر دیا گیا جواب حوالات میں بند ہیں۔
>
> (4)

ناول کا باب "مزدور بندہ" سرمایہ دارانہ نظام کی کے بے گناہ طاقت اور مضبوطی اور مزدوروں کی اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوششوں کے گرد گھومتا ہے۔ اس ناول میں حاکم و محکوم، جاگیر دار اور ان کے ظلم کا شکار کسان، اور صنعتی مزدوروں کے درمیان کی کشمکش کو بھرپور انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ فیصل اور اس کے ساتھی اس طبقاتی کشمکش کے استحصال زدہ طبقات ہیں۔ یہ طبقات آپسی جڑت کو مضبوط کرتے ہیں تاکہ ان کے مفادات کا تحفظ کیا جا سکے؛

> ترجمہ: اعظم' :یہ پارٹی ایسی ہو، جس میں ہر عمر اور ہر طبقے کے لوگ حصہ لے سکیں۔
>
> ممتاز: 'وقت کی ضرورت ہے کہ ہم نوجوانوں اور طلباء کے نمائندوں کے ساتھ ساتھ راہنماؤں، مزدوروں، اور دوسرے محنت کش طبقے کو بھی نمائندگی دیں۔'" (5)

فیصل اس طبقاتی کشمکش کا بھرپور ادراک رکھتا ہے اور سماج کی بھلائی کے لیے ایک فلاحی پارٹی کے قیام کا خواہاں ہے، تاکہ وہ ان استحصال زدہ طبقات کے حقوق کی بات کر سکے اور ان کا سہارا بن سکے۔ اس کے دوست بھی اس طبقاتی تقسیم کا شعور رکھتے ہیں اور اسکے ساتھ کھڑے ہیں۔ وہ اپنی پارٹی کا نام "الفلاح پارٹی" رکھتے ہیں اور اس میں ہر طبقے کے لوگوں کو شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ باب اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ مزدور طبقہ نہ صرف اپنی حالت کو سمجھتا ہے بلکہ اپنی جدوجہد کے ذریعے اپنی تقدیر بدلنے کی کوشش بھی کرتا ہے، اور ان کی یہ کوششیں انہیں ایک نئی امید اور قوت فراہم کرتی ہیں

ترجمہ: آج کل ہر بندہ چاہتا ہے کہ وہ زیادہ طاقتور بنے۔ سرمایہ دار چاہتے ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ منافع کما سکیں اور مزدوروں کو کم سے کم منافع دیں۔ اس وجہ سے بے چینی، جھگڑے اور تکرار میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مل کے مالک مزدوروں کا جائز حق ادا کریں اور مزدوروں سے بھی توقع رکھتے ہیں کہ وہ دل سے کام کریں اور کارخانہ دار کی خیر خواہی کریں۔ (6)

ناول دے اگلے باب "نواب صاحب نال گالھ مہاڑ "میں طبقاتی شعور کی عکاسی کرتے ہوئے، راہی گبول نے سماج کی بنیادی تفریق کو اجاگر کیا ہے۔ ناول میں مختلف طبقات—امیر، غریب، جاگیردار، کسان، سرمایہ دار، اور مزدور—کے درمیان ایسے مکالمے سامنے آتے ہیں جہاں اس کشمکش کو سمجھنے کی اور اس کے حل کی تجاویز سامنے آتی ہیں۔ راہی گبول نے طبقاتی استحصال کی وجوہات کی نشاندہی کی ہے، خاص طور پر ان عوامل کو جو غریب طبقے کے حقوق کو متاثر کرتے ہیں۔ ناول میں دکھایا گیا ہے کہ کیسے امیر طبقہ اپنی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے غریبوں کی زندگیوں میں مداخلت کرتا ہے۔ یہ کشمکش اقتصادی اور سماجی عدم توازن کی وجہ سے ہے، جس کی وجہ سے بنیادی سہولیات سے محروم لوگوں کی حالت بدتر ہوتی جا رہی ہے۔

ناول میں نہ صرف طبقاتی تفریق کی حقیقتوں کو اجاگر کیا ہے بلکہ ان مظالم کے خلاف آواز اٹھانے کی ضرورت کا بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ راہی گبول کا یہ ادبی کام ہمیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ ہمیں سماج میں موجود ناانصافیوں کے خلاف کس طرح کھڑا ہونا ہے اور اپنی آواز بلند کرنی ہے؛

ترجمہ: اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اچھے ارادے اور فلاحی کام حکومت کی خدمت اور تابعداری میں ہیں۔ ہم ایک ایسا معاشرہ بنانا چاہتے ہیں جہاں ادب، عزت نفس، خدمتِ انسانیت اور پیار و محبت کے دریا بہتے ہوں۔ (7)

اس کی وضاحت مزید آگے انیوالے مکالموں میں:

ترجمہ: ہم چاہتے ہیں کہ نوجوان حکومت اور عوام، حکمران اور رعایا، جاگیردار اور کسان، اور صنعت کار اور مزدوروں کے درمیان تعلقات خوشگوار ہوں۔ (8)

دراصل اوپر دیئے گئے اقتباس اجتماعی یا سماجی عزم کی عکاسی کرتا ہے۔ اس میں اچھے ارادوں اور فلاحی کاموں کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، جو کہ حکومت کی خدمت اور تابعداری کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہمیں ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی کوشش کرنی چاہیے جہاں ادب، عزت نفس، انسانیت کی خدمت، اور محبت و پیار کی فضاء موجود ہو۔ یہ بنیادی اخلاقیات اور انسانی اقدار کی اہمیت کو واضح کرتا ہے، جو کہ کسی بھی کامیاب معاشرے کے لیے لازمی ہیں۔

سرائیکی وسیب میں ایک بڑا مسئلہ کسان اور زمیندار کے طبقاتی فرق کا ہے۔ یہ فرق کسی ایک فرد کا نہیں بلکہ دیہی سماج کے ہر گھر کی کہانی ہے۔ دیہی سماج میں ہر گھر کا ذریعہ معاش زرعی وسائل سے جڑا ہوتا ہے، اور یہ وسائل زیادہ تر جاگیر داروں کی زمینوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ممتاز، جو کہ ایک جاگیر دار کے کسان کا بیٹا ہے، اس ملاقات میں شامل ہے جہاں کسانوں کے حقوق اور فرائض کی بات کی جا رہی ہے، جو ان کی پارٹی کے منشور کا حصہ ہیں۔

ناول میں دیہی سماج کے اندر موجود ایک اہم اور بنیادی مسئلے کو بیان کیا گیا ہے، یعنی کسان اور زمیندار کے درمیان موجود طبقاتی فرق۔ یہ فرق نہ صرف معیشت بلکہ سماجی ڈھانچے کو بھی متاثر کرتا ہے۔ جاگیر دار کے پاس زیادہ تر زمینیں اور وسائل ہوتے ہیں، جبکہ کسان ان زمینوں پر کام کرنے والے ہوتے ہیں اور اکثر معاشی اور سماجی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔

ناول نگار طبقاتی جدوجہد، زمینی وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، اور کسانوں کی حالت زار پر روشنی ڈالتا ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اس مسئلے کے حل کی کوششیں بھی جاری ہیں؛

ترجمہ: کسانوں کو ان کی محنت کا پورا حق اور حصہ ملے۔ زمیندار کسانوں پر شفقت کا ہاتھ رکھیں۔ ساتھ ہی، ہم کسانوں کو کہیں گے کہ وہ دل لگا کر ہل چلائیں، جدید سائنسی طریقوں سے کاشت کریں اور ملک کو اناج سے بھر دیں۔ (9)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

ناول نگار نے طبقاتی تقسیم کے مختلف مدارج کو ایک ہی وقت میں ساتھ لے کر چلتا ہے۔اسکے کینوس میں تین مختلف درجے ایک ساتھ سفر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ سرمایہ دار، جاگیر دار، حکمران اور اشرافیہ اوپر کے طبقے کے طور پر سامنے آتے ہیں، جبکہ مزدور، کسان اور رعایا نچلے طبقے کے طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ نچلے طبقات کے مسائل ایک جیسے ہیں۔اسی طرح اوپر کے طبقات، یعنی جاگیر دار، سرمایہ دار اور حکمران طبقے کے مفادات آپس میں مشترکہ ہیں۔ یہ اعلیٰ طبقات نچلے طبقے پر اپنا تسلط برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔اسی طرح رعایا، مزدور اور کسانوں کے مسائل ایک جیسے ہیں۔ان کے مفاد میں ہے کہ وہ متحد ہو کر اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کریں۔ یہ نوجوان پہلے ہی سرمایہ دار سکندر حیات کو متاثر کر چکے ہیں۔اس ملاقات میں نواب اور جاگیر دار بھی ان سے متاثر ہو چکے ہیں۔ جاگیر دار اپنی سوچ کو یوں بیان کرتا ہے:

> ترجمہ: جاگیردار :شاباش نوجوانو !میں پہلی بار تم جیسے نوجوانوں سے ایسی اچھی باتیں سن رہا ہوں۔ پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ زمینداری ہی سب کچھ ہے اور کسان اور مزدور کی کوئی اہمیت نہیں۔ غریب لوگ صرف امیروں کی خدمت کے لیے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اب میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ تم نوجوانوں نے میری سوچ بدل دی ہے۔ (10)

ان نوجوانوں کی کوششوں کے نتیجے میں سرمایہ دار سکندر حیات اور مزدوروں کے درمیان ایک معاہدہ طے پاتا ہے۔ مل کا مالک نہ صرف اجرت میں اضافہ کرتا ہے، بلکہ الفلاح پارٹی کی سفارشات کے تحت مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے اسکول، دستکاری سینٹر اور ویلفیئر ٹرسٹ قائم کرنے کا وعدہ بھی کرتا ہے۔وہ مزدوروں کو منافع میں سے حصہ دینے کا بھی وعدہ کرتے ہیں۔

یہ معاہدہ فیصل اور اسکے دوستو کی جہد کا نتیجہ ہے جس کی وجہ سے مزدوروں کے حقوق کا تحفظ ممکن ہوا، اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے اقدامات عمل میں آئے ہیں۔ یہ تبدیلی اس بات کا ثبوت ہے کہ مزدوروں کی محنت اور ان کے حقوق کے بارے میں حساسیت بڑھ رہی ہے، جس کی وجہ نوجوانوں کی جدوجہد ہے؛

> ترجمہ: آج میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں مزدوروں کی بھلائی کے بارے میں زیادہ سے زیادہ سوچوں گا۔ جتنی زیادہ اچھے طریقے سے کارخانے چلیں گی، اتنا ہی زیادہ منافع ہوگا۔ اس میں میں مزدوروں کو بھی شریک کروں گا۔" (11)

ناول میں ایک تیسرا طبقہ بھی سامنے آتا ہے جو، غریب اور امیر کے درمیان کا طبقہ ہے۔اس کی مثال جاگیر دار کا منشی ہے۔ یہ نہ صرف غریبوں پر ظلم کرتا ہے بلکہ وہ جاگیر دار کے ساتھ مل کر بھی انہیں دبانے کی کوشش کرتا ہے۔ دراصل یہ عکاسی کرتا ہے کہ سماجی ڈھانچے میں طبقاتی تفریق کس طرح کام کرتی ہے اور کیسے ایک تیسرا طبقہ، جو طاقتور کو خود کا حامی سمجھتا ہے کیونکہ وہ طاقتور کے مفادات کا تحفظ یقینی بناتا ہے۔ غریبوں کے مسائل میں مزید پیچیدگی پیدا کرتا ہے۔ یہ منشی جاگیر دار کے مفادات کی حفاظت کرتا ہے اور غریبوں کی حالت زار کو نظر انداز کرتا ہے، جو سماجی انصاف کے لیے ایک بڑا چیلنج ہے۔

> ترجمہ: جہاں غریب کی کوئی بچت تھی، وہاں اس پر قرضہ لکھ دیا گیا۔ منشی پھتو جیسے لوگ، غریبوں کو ہی نہیں بلکہ جاگیرداروں کو بھی لوٹتے ہیں۔ ہم نے بڑی محنت اور ایمانداری کے ساتھ جانچ پڑتال کی۔ منشی نے بہت سا پیسہ خورد برد کیا کو تھا۔ جاگیر دار نے اسِ پکڑوایا، مار لگوائی، رقم وصول کی اور تھانے میں بند کروا دیا۔ (12)

ناول اپنی طبقاتی نوعیت کے ساتھ حکومت کی مزدور اور غریب دشمن پالیسی کو اجاگر کرتا ہے۔ کوہستان وادی، جو قدرتی وسائل سے مالا مال ہے، وہاں کے مزدور اپنے حقوق کے لیے ہڑتال کرتے ہیں۔ سکندر حیات جو سرمایہ دار ہے اپنے ساتھ فیصل کو لیکر وہاں پہنچتا ہے۔وہ وہاں کے سرکاری افسران اور مزدوروں سے ملتے ہیں اور انکے مسائل کا حل خوش اسلوبی سے نکال لیتے ہیں۔اس وادی میں مزدوروں کو بنیادی ضروریات دستیاب نہیں ہیں، نہ رہائش کا کوئی انتظام ہے، نہ علاج معالجے کے لیے کوئی ہسپتال ہے، اور نہ ہی بچوں کے لیے کوئی اسکول ہے۔ کسی حادثے کی صورت میں بھی کوئی انتظام نہیں ہے۔ "وادی کوہسار" کا باب حکومت کی ذمہ داریوں کی عکاسی کرتا ہے کہ انہیں وہاں کے لوگوں کے حقوق فراہم کرنے چاہییں اور انہیں اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ نبھانا چاہیے۔

پاکستان کی جمہوریت جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کی پیداوار ہے۔ وہاں اوپر کے طبقے کے لوگ ہی حکمران بن کر آتے ہیں۔ وہ صرف اپنے مفادات کی بات کرتے ہیں اور اپنے مفاد کے مطابق قوانین بناتے ہیں۔ راہی گبول اوپری طبقے کے اس عمل سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ اپنے ناول میں بورژوا طبقے کے اس عمل کو غلط اور معاشرتی زوال کا سبب سمجھتے ہیں؛

ترجمہ: جاگیردار شیر زمان' :سئیں !جو ممبر اپنےعلاقے کے عوام سے جو وعدے کر کے آئے ہیں، انہیں پورا کرنے کی اپنی کوشش کریں۔ اسمبلی میں صرف خانہ پوری کرنے کے لیے نہ بیٹھیں۔ اپنے حقوق کے لیے زور لگائیں اور حق حاصل بھی کریں۔ اگر صرف مخصوص طبقے کے لوگ حکومت کرتے رہیں گے اور قوم کا خزانہ آپ ہی لوٹتے رہیں گے تو ملک آج اتحاد اور خوشحالی قائم نہیں رکھ سکے گا۔ میرا تو یہ کہنا ہے کہ ہر علاقے کو ان کا جائز حق دیں اور برابری کی بنیاد پر تقسیم کریں۔''' (13)

خلاصہ:

ناول "بھاگ سہاگ" میں طبقاتی تقسیم، حکومت کی مزدوروں اور غریبوں کے خلاف پالیسیاں، اور سماجی انصاف کے مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے۔ کہانی میں غریب اور امیر کے درمیان ایک تیسرا طبقہ، یعنی جاگیردار کا منشی، بھی شامل ہے، جو نہ صرف غریبوں کے ساتھ ظلم کرتا ہے بلکہ جاگیردار کے مفادات کا بھی تحفظ کرتا ہے۔ ناول کے کردار، خاص طور پر نوجوان مزدوروں کے حقوق کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ مزدوروں کو ان کی بنیادی ضروریات، جیسے رہائش، تعلیم، اور صحت کے سہولیات کی کمی کا احساس دلاتے ہیں۔ سکندر حیات کے ذریعے، ناول میں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اگر مزدوروں کو ان کے حقوق نہیں دیے گئے تو ملک میں اتحاد اور خوشحالی قائم نہیں رہ سکتی۔ جاگیردار شیر زمان ایک اہم کردار ہے، جو عوامی نمائندوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتا ہے اور ان سے وعدے پورے کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ وہ یہ باور کراتا ہے کہ مخصوص طبقے کے لوگ اگر حکومت کرتے رہے تو قومی خزانے کی لوٹ مار کا سلسلہ جاری رہے گا، اور ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔ اس ناول میں مزدوروں کی حالت زار، حکومت کی غفلت، اور طبقاتی جدوجہد کی عکاسی کی گئی ہے، ناول نگار دکھاتا ہے کہ سماج میں مثبت سوچ کے ذریعے تبدیلی ممکن ہے۔ لوگوں کو حقوق بروقت دیئے جائیں تو سماج انتشار اور تقسیم سے بچ سکتا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ راہی گبول، غلام حسین۔ بھاگ سہاگ، بھونگ شریف رحیم یار خان، سانول سرائیکی ادبی اکیڈمی، ۱۹۹۴ء، ص:۸
۲۔ ایضاً، ص:۱۷
۳۔ ایضاً، ص:۳۰
۴۔ ایضاً، ص:۳۵-۳۴
۵۔ ایضاً، ص:۴۵
۶۔ ایضاً، ص:۶۶
۷۔ ایضاً، ص:۷۲
۸۔ ایضاً، ص:۷۴
۹۔ ایضاً، ص:۷۵
۱۰۔ ایضاً، ص:۷۶
۱۱۔ ایضاً، ص:۸۴
۱۲۔ ایضاً، ص:۹۵
۱۳۔ ایضاً، ص:۲۱۳